جامع الترمذی اور موضوع روایات: ایک علمی و تحقیقی جائزہ

Jami' al-Tirmizi and Fabricated (Mawḍū‘) Narrations: A Research Overview

رب نواز[i] ڈاکٹر جنید اکبر[ii]

Abstract

The Significance of Jami' al-Tirmizi is well known and it is one of the finest amongst the six authentic books of hadith (Al-Kutub al-Sittah). The Importance of Jami' al-Tirmizi can be determined by the number of research works done on Jami' al-Tirmizi and Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, as other four books did not received such huge number of scholarly works. Most Scholars do not challenge the authenticity of Ṣaḥīḥ al-Bukhārī and Ṣaḥīḥ Muslim, however they argue that the other four books called al Sunnan al Arba'ah may contain some weak (Da'if), as well as a few number of fabricated (Mawḍū‘) ahadith.

Besides the fact that Jami' al-Tirmizi may have some weak (Da'if) narrations, the question raise among the Scholars, is it also include any fabricated (Mawḍū‘) narrations or not?

There are two major views in this regard. A group of scholars arguing that there is no (Mawḍū‘) ahadith in Jami' al-Tirmizi, however another group of scholars are convinced that this book contain a number of it. Furthermore last group parted on deciding the exact figure of such ahadith.

The article focuses on this issue by analyzing arguments of both groups, with five (5) ahdith as a case study followed by a conclusion.

***Keywords**: Jami' al-Tirmizi, Da'if, Mawḍū‘, ahadith.*

کتب حدیث میں جامع ترمذی[1] کی جو اہمیت و انفرادیت ہے اس سے ہر ایک طالب علم واقف ہے۔ یہ کتاب اصول ستہ میں شمار کی جاتی ہے اور اصول ستہ میں صحیح البخاری اور جامع ترمذی کی جتنی خدمت ہوئی ہے اتنی باقی کتب حدیث کی نہیں ہوئی۔ جمہور علماء کے نزدیک صحاحِ ستہ میں سے صحیح البخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ باقی کتب حدیث (جن کو سنن اربعہ کہا جاتا ہے) میں صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ کچھ ضعیف احادیث اور بہت تھوڑی تعداد میں شدید ضعیف اور موضوع روایات بھی پائی جاتی ہیں۔

جہاں تک جامع ترمذی کی بات ہے تو اس کی فضیلت و اہمیت کے باوجود اس میں بھی ضعیف اور شدید ضعیف احادیث پائی جاتی ہیں، لیکن آیا اس میں موضوع روایات بھی ہیں؟ تو اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ جامع ترمذی میں کوئی بھی روایت موضوع نہیں، جبکہ دوسری جماعت کی رائے یہ ہے کہ جامع ترمذی میں کچھ موضوع روایات بھی ہیں، لیکن ان کی تعداد میں اختلاف ہے[2]۔ اس موضوع پر کہیں ایک جگہ تفصیل میسر نہیں، اس لیے یہاں اس موضوع

---

i ایم فل سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ و دینیہ، جامعہ ہری پور

ii اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ و دینیہ، جامعہ ہری پور

کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے اور دونوں آراء رکھنے والے علماء کرام کے اقوال و دلائل کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

پہلے ان علماء کرام کے اقوال و دلائل ذکر کئے جارہے ہیں جن کے نزدیک جامع ترمذی میں کوئی موضوع روایت نہیں، پھر ان علماء کرام کے اقوال و دلائل ذکر کئے جائیں گے جن کے نزدیک جامع ترمذی میں موضوع روایات موجود ہیں۔

جامع ترمذی میں موضوع روایات نہ ماننے والوں کا موقف

1. **علامہ جلال الدین سیوطیؒ**

انہوں نے ابن الجوزیؒ کی "الموضوعات" پر تفصیل سے نقد کیا ہے، جس میں جامع ترمذی کی تیس احادیث شامل ہیں۔ یہ کتاب "تعقبات السيوطي على موضوعات ابن الجوزي" یا "النكت البديعات على الموضوعات" کے نام سے متداول ہے۔

2. **علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ:** وہ لکھتے ہیں:

> "حافظ ابن الجوزیؒ نے اپنی موضوعات میں ۲۳ احادیث کو ذکر کر کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے جن کو امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں روایت کیا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ روایات موضوع نہیں ہیں جیسا کہ حافظ سیوطیؒ نے اپنی کتاب "القول الحسن في الذب عن السنن" میں ثابت کیا ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

> "ضعیف احادیث تو جامع ترمذی میں موجود ہیں جن کا ضعف اور علت خود امام ترمذیؒ نے واضح فرمادیا ہے، رہا اس میں موضوع روایات کا وجود، فكلا ثم كلا تو ہر گز نہیں ہر گز نہیں[3]۔"

3. **مفتی محمد تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:**

> "یہ تحقیقی بات ہے کہ جامع ترمذی میں کوئی حدیث موضوع نہیں[4]۔"

4. **شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب لکھتے ہیں:**

> "البتہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ امام ترمذیؒ کے تساہل کے باوجود ان کی کتاب میں کوئی موضوع حدیث موجود نہیں[5]۔"

5. **مولانا کمال الدین المسترشد لکھتے ہیں:**

> "ترمذی میں تین قسم کی احادیث ہیں صحیح، حسن، ضعیف۔ موضوع جمہور کے نزدیک کوئی نہیں[6]۔"

6. **الکوکب الدُّراری کے مترجم و مرتب مقدمہ میں لکھتے ہیں:**

> "حضرت شیخ الحدیثؒ نے لامع الدراری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ابن جوزیؒ نے جن روایات پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے یہ ان کی طرف سے زیادتی ہے علماء نے اس کا تعاقب کیا ہے۔"

آگے علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "علامہ سراج الدین قزوینیؒ نے کہا ہے کہ ترمذی کی تین احادیث کو موضوع کہا گیا ہے لیکن محدثین نے ان کے موضوع ہونے کو تسلیم نہیں کیا، ہاں یہ کہا ہے کہ ترمذی کی یہ روایات انتہائی درجے کی ضعیف ہیں[7]۔"

7. **علامہ محمد یوسف بنوریؒ** نے بھی یہی بات کہی ہے [8]۔

8. **علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:**

"لیکن اس کے باوجود یہ ایک یقینی امر ہے کہ "جامع ترمذی" میں انہوں نے کوئی موضوع حدیث شامل نہیں کی [9]۔"

9. **"تذکرۃ المحدثین" اور" صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین" سے بھی یہی موقف معلوم ہوتا ہے کہ جامع ترمذی میں کوئی موضوع روایت نہیں ہے [10]۔**

جامع ترمذی میں موضوع روایات ماننے والوں کا موقف

1. **امام ابن جوزیؒ نے جامع ترمذی کی ۲۳ یا ۳۰ روایات کو موضوع قرار دیا ہے [11]۔ لیکن امام ابن جوزیؒ کے بارے میں یہ بات معلوم ہے کہ وہ احادیث پر حکم لگانے میں متشدد ہیں، اس لئے علماء نے ان کے احادیث پر احکام کو قبول نہیں کیا اور علماء نے ان کی "الموضوعات" پر تعقبات بھی لکھی ہیں۔ امام ابن کثیرؒ ان کے بارے میں لکھتے ہیں:**

"شیخ ابو الفرج نے موضوع روایتوں کے بارے میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے مگر انہوں نے اس کتاب میں ایسی روایتوں کو درج کر دیا ہے جو موضوع نہیں ہیں اور ایسی موضوع روایات کو درج نہیں کیا جنہیں ذکر کرنا ضروری تھا لہٰذا یہ کتاب اعتماد کے درجے سے گر گئی ہے اور اس سے (حقیقی) راہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی [12]۔"

اسی بارے میں جلال الدین سیوطیؒ نے حافظ ابن حجرؒ کے حوالے سے ایک اہم بات نقل کی ہے کہ شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں:

"ابن الجوزیؒ کی کتاب میں جو حدیثیں ہیں ان میں زیادہ تر موضوع ہی ہیں، اور ان پر جن روایتوں کو موضوع قرار دینے پر نقد کیا گیا ہے ان کی تعداد ان روایتوں کی بنسبت جن پر نقد نہیں کیا گیا بہت ہی کم ہے۔ نیز یہ کہ غیر موضوع کو موضوع قرار دینے کا نقصان کم ہے بمقابل اس بات کے کہ کسی ضعیف حدیث کو صحیح قرار دیا جائے جیسا کہ مستدرک حاکمؒ میں ہے۔ کیونکہ اس طرح غیر صحیح کے بارے میں یہ گمان ہو جاتا ہے کہ یہ صحیح ہے اور ان دونوں کے تساہل میں کلام سے ان دونوں کتابوں سے فائدہ اٹھانا معدوم ہو گیا ہے سوائے اس فن کے عالم کے کیوں کہ کوئی حدیث نہیں جس کے بارے میں ممکن نہ ہو کہ اس (کی تصحیح یا موضوع قرار دینے) میں تساہل نہ ہوا ہو [13]۔"

2. **امام ذہبیؒ نے جامع ترمذی کی فضیلت واہمیت کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ میزان الاعتدال میں اس کی کئی احادیث پر کلام کیا ہے اور ساتھ ساتھ امام ترمذیؒ کے تساہل پر تنقید بھی کی ہے۔ امام ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں:**

"قلت في "الجامع" علم نافع، وفوائد غزيرة، ورؤوس المسائل، وهو أحد أصول الإسلام، لولا ماكدره بأحاديث واهية، بعضها موضوعٌ، وكثير منها في الفضائل [14]"

"میں کہتا ہوں: الجامع میں علم نافع ہے اور فوائد ہیں، اور بنیادی مسائل ہیں، اور یہ اسلام کے اصولوں میں سے ایک ہے، کاش کہ وہ اسے واہی احادیث سے مکدر نہ کرتے، جن میں سے بعض موضوع ہیں اور ان احادیث میں سے بھی اکثر فضائل میں مذکور ہیں۔"

3. علامہ ناصر الدین البانیؒ نے جامع ترمذی کی ۱۸ روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ ان روایات کو محمد شومان الرملی نے "أحاديث السنن الأربعة الموضوعة" میں جمع کر کے شائع کیا ہے۔

4. ڈاکٹر ابو سلمان سراج الاسلام حنیف نے جامع ترمذی کی ۵ احادیث کو موضوع قرار دیا ہے[15]۔

5. علامہ زبیر علی زئی مرحوم نے جامع ترمذی کی ایک حدیث کو موضوع اور ایک کو بے اصل قرار دیا ہے[16]۔

6. امام ابن تیمیہؒ[17] اور ابو عبد العزیز خلیفہ بن ارحمہ بن جہام[18] نے جامع ترمذی کی ایک روایت "أنا دار الحكمة وعلي بابها" کو موضوع قرار دیا ہے۔ یہ روایت "أنا مدينة العلم وعلي بابها" کے الفاظ سے بھی مروی ہے۔

7. مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب نے بھی ایک حدیث کو باطل قرار دیا ہے[19]۔

8. مشہور عرب محقق الدکتور بشّار عوّاد معروف نے جامع ترمذی کو اپنی قیمتی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع کیا ہے۔ انہوں نے بھی بعض روایات کو موضوع کہا ہے۔ مثلاً ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "بل حسّن المصنف حديثا موضوعا، فقد قال في حديث معاذ "من عيَّر أخاه بذنب" هذا حديث حسن، وليس اسناده بمتصل، وخالد بن معدان لم يدرک معاذ بن جبل...

آگے لکھتے ہیں:

> "فالحديث موضوع لا ريب فيه[20]"
>
> "پس بلاشک وشبہ یہ حدیث موضوع ہے۔"

ایک اور حدیث کے بارے میں حاشیہ میں لکھتے ہیں:

> "موضوع ہے کیوں کہ یعقوب بن ولید کذاب، وضاع ہے اور اس حدیث میں یہی آفت ہے (یعنی ضعف کی وجہ ہے) [21]۔"

آگے لکھتے ہیں:

> "اگر مصنف اس حدیث کو اپنی کتاب میں ذکر نہ کرتے تو بہت اچھا ہوتا۔"

9. شیخ عبد المنعم سلیم نے حضرت علیؓ سے صلاۃ حفظ القرآن[22] کے بارے میں مروی طویل حدیث کو موضوع قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> "والحديث موضوع ولا ريب فيه، وقد جمعت طرقه وبينت علته في كتابي "صون الشرع الحنيف ببيان الموضوع والضعيف[23]"
>
> "اور یہ حدیث موضوع ہے اور اس میں کوئی شک نہیں اور میں نے اپنی کتاب " صون الشرع الحنيف ببيان الموضوع والضعيف " میں اس کے طرق جمع کیے ہیں اور اس کی علت (ضعف) واضح کی ہے)۔"

10. علامہ احمد شاکرؒ جامع ترمذی کی روایت (الوقت الأول من الصلاة رضوان الله والوقت الآخر عفو الله[24]) کے حاشیہ میں "یعقوب بن ولید" کے بارے میں محدثین کی جرح نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"مجھے ہمیشہ اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ اس حدیث کو بغیر سند کے بطور دلیل ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ غیر صحیح حدیث بلکہ باطل حدیث ہے جیسا کہ علماء حفاظ نے فرمایا ہے جو ہم نے ان سے نقل کیا ہے[25]۔"

11. دکتور سعد بن عبد اللہ لکھتے ہیں:

"کیا امام ترمذیؒ کی کتاب پر صحیح کا اطلاق درست ہے یا نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اطلاق غلط ہے اس لیے کہ ہم امام ترمذیؒ کی کتاب میں صحیح، حسن، ضعیف، منکر شدید ضعیف بلکہ موضوع روایات تک پاتے ہیں[26]۔"

موضوع قرار دی گئی چند روایات اور علماء کے اقوال

1. حدیث

"حدثنا الفضل بن أبي طالب البغدادي، وغير واحد، قالوا: حدثنا عثمان بن زفر قال: حدثنا محمد بن زياد، عن محمد بن عجلان، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بجنازة رجل ليصلي عليه فلم يصل عليه، فقيل: يا رسول الله ما رأيناك تركت الصلاة على أحد قبل هذا؟ قال: «إنه كان يبغض عثمان فأبغضه الله» : (هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه) [27]"

"حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں لیکن آپ ﷺ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا تو عرض کی گئی ہم نے اس سے پہلے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کی نماز جنازہ ترک فرمائی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ عثمانؓ سے بغض رکھتا تھا اس لیے اللہ بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔"

امام ابن جوزیؒ اسے دو سندوں سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ان دونوں سندوں کا مدار محمد بن زیاد پر ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: یہ کذّاب خبیث حدیث گھڑتا ہے۔ اور یحییٰ نے کہا: کذّاب خبیث ہے۔ سعدی اور دار قطنیؒ نے کہا: کذّاب ہ۔ اور بخاریؒ، نسائی، فلاس اور ابو حاتم رازیؒ نے کہا: متروک الحدیث ہے۔ ابن حِبّانؒ نے کہا: ثقات پر حدیث گھڑا کرتا تھا کتابوں میں اس کا ذکر سوائے اس کی برائی بیان کرنے کے حلال نہیں[28]۔"

امام ترمذیؒ اس روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"یہ حدیث غریب ہے اسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور یہ محمد بن زیاد، میمون بن مہران کا شاگرد ہے اور حدیث میں بہت زیادہ ضعیف ہے[29]۔"

دکتور بشار عواد اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"امام ابو حاتم فرماتے ہیں "یہ حدیث منکر ہے" اور علامہ البانیؒ نے اسے ضعیف سنن ترمذی (٧٦٦) اور سلسلۃ الضعیفہ (١٩٦٧) میں اور ابن عدیؒ نے الکامل (٦: ٢١٤٣) میں ذکر کیا ہے[30]۔"

علامہ البانیؒ نے اسے موضوع کہا ہے[31]۔ زبیر علی زئیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے[32]۔

2. حدیث

"حدثنا إسماعيل بن موسى قال: حدثنا محمد بن عمر بن الرومي قال: حدثنا شريك، عن سلمة بن كهيل، عن سويد بن غفلة، عن الصنابحي، عن علي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أنا دار الحكمة وعلي بابها[33]"

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔"

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث غریب منکر ہے۔ بعض نے اسے شریک سے روایت کیا ہے اور اس میں عن صُنابحی ذکر نہیں کیا اور ہم اسے شریک کے علاوہ کسی بھی ثقہ سے نہیں جانتے[34]۔"

ابن جوزیؒ نے اس حدیث کی متعدد اسناد کو ذکر کر ان کا ضعف ذکر کیا ہے[35]۔

امام ذہبیؒ ترتیب الموضوعات میں لکھتے ہیں:

"عبدالحمید حدیث کی چوری کیا کرتا تھا.. لہٰذا یہ موضوع ہے حالانکہ اس کی بہت سی سندیں ہیں[36]۔"

امام ابن تیمیہؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے[37]۔

ڈاکٹر ابو سلمان سراج الاسلام حنیف نے اسے موضوع قرار دیا ہے[38]۔

سعودی عرب کے ایک عالم، ابو عبدالعزیز خلیفہ بن ارحمہ بن جہام نے اس روایت "أنا مدينة العلم وعلي بابها" کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس میں اس روایت پر تفصیل سے بحث کر کہ اسے موضوع قرار دیا ہے[39]۔

3. حدیث

"حدثنا محمد بن المثنى قال: حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث قال: حدثنا عمر بن إبراهيم، عن قتادة، عن الحسن، عن سمرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: لما حملت حواء طاف بها إبليس وكان لا يعيش لها ولد، فقال: سميه عبد الحارث، فسمته عبد الحارث، فعاش، وكان ذلك من وحي الشيطان وأمره[40]"

"حضرت سمرہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب حواؑ کو حمل ٹھہرا تو ابلیس ان کے پاس آیا ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا تو اس نے ان سے کہا (اس ہونے والے بچے کا) نام عبدالحارث رکھیں تو انہوں نے ایسا ہی کیا تو وہ زندہ رہا۔ تو یہ کام شیطان کی طرف سے اور اس کے حکم سے ہوا تھا۔"

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسے ہم صرف عمر بن ابراہیم کی حدیث سے جانتے ہیں جو وہ قتادہ سے روایت کرتا ہے اور اسے بعض نے عبدالصمد سے روایت کیا ہے اور اسے مرفوع بیان نہیں کیا[41]۔"

امام ابن عدیؒ اس روایت کے راوی عمر بن ابراہیم بصری کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قتادہ سے ایسی باتیں روایت کرتا ہے جن پر اس کی موافقت نہیں کی جاتی پھر یہ روایت ذکر کی ہے[42]۔"

ڈاکٹر سراج الاسلام نے اسے موضوع قرار دیا ہے[43]۔

مفتی سعید احمد پالنپوری نے بھی اسے باطل قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"امام ترمذیؒ نے مذکورہ حدیث کو حسن کہا ہے اور حاکمؒ نے صحیح کہا ہے مگر یہ روایت قطعا باطل ہے۔ وجوہ مندرجہ ذیل ہیں... [44]" پھر اس کے باطل و موضوع ہونے کی چھ وجوہ بیان کی ہیں۔"

4. حدیث

"حدثنا أحمد بن منيع قال: حدثنا يعقوب بن الوليد المدني، عن عبد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الوقت الأول من الصلاة رضوان الله، والوقت الآخر عفو الله[45]"

"حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول وقت نماز پڑھنا اللہ کی رضامندی اور آخری وقت نماز پڑھنا اللہ کی معافی ہے۔"

امام سیوطی تعقبات میں لکھتے ہیں:

"(امام بن جوزیؒ کہتے ہیں) اس کا مدار محمد بن زیاد میمونی پر ہے جو کہ متروک ہے میں (سیوطیؒ) کہتا ہوں: اسے ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور ضعیف کہا ہے۔"

جبکہ تعقبات کے محقق لکھتے ہیں:

"امام احمد نے کہا: کذاب، اور احادیث گھڑتا تھا، ابن معینؒ، ابوزرعہؒ، دارقطنیؒ نے اسے کذاب کہا ہے، یہ حدیث بہت زیادہ ضعیف اسناد والی ہے[46]۔"

دکتور بشار عواد لکھتے ہیں:

"موضوع ہے کیوں کہ یعقوب بن ولید کذاب وضاع ہے اور یہی اس حدیث کے (موضوع ہونے) کا سبب ہے۔ آگے لکھتے ہیں "اگر مؤلف اسے اپنی کتاب میں نہ ذکر کرتے تو بہت اچھا ہوتا[47]۔"

امام ابن جوزیؒ لکھتے ہیں:

"اسے یعقوب بن ولید متروک نے روایت کیا ہے[48]۔"

ڈاکٹر سراج الاسلام حدیثِ موضوع کی پہچان کے قواعد ذکر کرتے ہوئے چھٹا قاعدہ ذکر کرتے ہیں:

"روایت کو نقل کرنے والا کذاب و وضاع ہو مثلا یہ روایت: أول الوقت رضوان الله وآخره عفو الله[49]"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"اس کی سند میں یعقوب بن ولید مدینی ہے جس کے بارے میں امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: احادیث وضع کرتا تھا۔ منکر الحدیث تھا، ضعیف الحدیث تھا اور جھوٹ بولتا تھا، اس نے جو بھی روایت نقل کی ہے وہ موضوع

ہے۔امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: ثقہ راویوں کے نام لے کر احادیث گھڑتا ہے۔اس کی حدیث کا لکھنا جائز نہیں، پھر زیر بحث حدیث اس کی موضوعات میں بطور مثال پیش کی ہے۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا تھا اور احادیث گھڑتا تھا[50]۔"

امام ابن عدیؒ لکھتے ہیں:

"اس سند کے ساتھ یہ حدیث باطل ہے۔امام نسائیؒ نے کہا: یعقوب بن ولید لیس بشئ متروک الحدیث ہے[51]۔"

علامہ البانیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے[52]۔

عمرو عبدالمنعم سلیم نے بھی اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے[53]۔

5. حدیث

"حدثنا أحمد بن منيع قال: حدثنا محمد بن الحسن بن أبي يزيد الهمداني، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من عيّر أخاه بذنب لم يمت حتى يعمله» قال أحمد: قالوا: «من ذنب قد تاب منه» : «هذا حديث حسن غريب وليس إسناده بمتصل وخالد بن معدان لم يدرك معاذ بن جبل، وروي عن خالد بن معدان أنه أدرك سبعين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ومات معاذ بن جبل في خلافة عمر بن الخطاب، وخالد بن معدان روى عن غير واحد من أصحاب معاذ عن معاذ غير حديث[54]"

"حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بھائی کو کسی گناہ سے عار دلائے گا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس گناہ کا خود ارتکاب نہ کر لے۔امام احمد فرماتے ہیں: اس گناہ سے جس سے وہ توبہ تائب ہوا ہو۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: "یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں ہے اور خالد بن معدان نے معاذ بن جبل سے ملاقات نہیں ہوئی، اس نے (۷۰) صحابہ کرام کو پایا۔ معاذ بن جبلؓ سیدنا عمرؓ کی خلافت میں وفات ہوئے، خالد بن معدان نے معاذؓ کے شاگردوں سے اس روایت کے علاوہ دیگر روایات نقل کی ہیں۔"

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں اور محمد بن حسن اس حدیث (کے گھڑنے) کے ساتھ متہم ہے امام احمدؒ نے فرمایا: میں اسے کسی شے کے برابر نہیں سمجھتا، یحییٰ نے کہا: کذاب ہے، امام نسائیؒ نے کہا: متروک الحدیث ہے، دار قطنیؒ نے کہا: لا شیئ[55]۔"

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

"اس میں محمد بن حسن متروک راوی ہے[56]۔"

امام سیوطیؒ لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں اسے امام ترمذیؒ اور بیہقیؒ نے الشعب میں اس سند کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ترمذیؒ نے حسن غریب کہا

ہے۔اس کے حضرت عمر وغیرہ سے شواہد مروی ہیں۔"

اور تعقبات کے محقق کہتے ہیں:

"امام ترمذیؒ نے اسے انقطاع کا علم ہونے کے باوجود حسن کہا ہے اور اس کہ سند میں محمد بن حسن ہے اور حفاظ میں سے جس نے بھی اسے روایت کیا ہے تو محمد بن حسن کی سند سے ہی روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ اس سے خوب واقف ہیں میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس کے حال سے ناواقف ہوں یا ان سے پہلے ائمہ نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس سے بے خبر ہوں۔اور ائمہ میں بعض نے امام ترمذیؒ پر نقد نہیں کیا جیسا کہ ابن رجبؒ۔اس لیے شوکانیؒ نے کہا ہے اس کی سند میں کذاب ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے روایت کیا ہے اور حسن کہا ہے۔یہ صرف موضوعات میں ہی ذکر کرنے کے لائق ہے[57]۔"

علامہ البانیؒ نے اسے موضوع قرار دیا ہے[58]۔

دکتور بشار عواد معروف لکھتے ہیں:

"بلکہ مصنفؒ نے موضوع حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔مصنفؒ حضرت معاذ کی حدیث میں کہتے ہیں: من عير اخاه بذنب...اور اس کی علت انقطاع ذکر کی ہے اور اس کی (سند کی) آفت محمد بن حسن کذاب کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا...پس یہ حدیث موضوع ہے اس میں کوئی شک نہیں[59]۔"

خلاصہ بحث

جامع ترمذی میں موضوع روایات کے وجود و عدم کی بحث میں دو مواقف کا ذکر کیا گیا، دونوں نقطۂ نظر دلائل پر مبنی ہیں۔مگر دونوں میں محاکمہ کرنے سے پہلے دو بنیادی باتیں ذہن نشین ہونی چاہیے:

أ. علم اصول الحدیث و مصطلح الحدیث میں علماء کرام کے زمانے اور ذوق کے اختلاف کی وجہ سے "کسی اصطلاح کی تعریف و تشریح" میں اختلاف ہوتا ہے۔ولا مشاحة في الاصطلاح۔اس لیے دونوں مواقف کا مطالعہ "اصطلاحات کے اس اختلاف" کو مد نظر رکھ کر کیا جائے، تاکہ ہر عالم و محدث کی توقیر و ادب و احترام کو ملحوظ رکھا جا سکے۔

ب. امام ترمذی کی جامع کی اہمیت، افادیت اور حجیت پر جمہور امت کا اتفاق ہے۔اس لیے چند احادیث کا زیرِ بحث آجانا اس کے علمی مقام کو کم نہیں کرتا اور امام ترمذیؒ کی حدیث و علل الحدیث میں جلالت شان پر قدغن نہیں لگاتا۔

اس مقالہ میں پانچ احادیث پر بطور مثال گفتگو کی گئی جس سے مقالہ نگار کو دوسری رائے زیادہ صائب لگتی ہے کہ جامع ترمذی میں چند احادیث موضوع ہیں۔اگرچہ ان کی عدد میں اختلاف ہے اور ان کو موضوع قرار دینا کوئی مجمع علیہ امر بھی نہیں۔اس لیے جامع ترمذی کے بارے میں اس عنوان پر تفصیلی بحث کی ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ جن (۲۳) یا (۳۰) احادیث کو موضوع قرار دیا گیا، ان میں ہر ایک پر تفصیلی گفتگو کی جائے اور ان میں سے ایسی احادیث کی نشاندہی کی جائے جس کا موضوع ہونا جمہور محدثین کے ہاں متفق ہو، واللہ اعلم۔

حواشی وحوالہ جات

1 عموماً یہ کتاب "سنن ترمذی" یا "جامع ترمذی" وغیرہ کے ناموں سے مشہور ہے لیکن مشہور محقق شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ کی تحقیق کے مطابق اس کا مکمل اور صحیح نام ہے: "الجامعُ المختصرُ من السننِ عن رسول الله ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه العمل"(تحقیق اسماء الصحیحین واسم جامع الترمذی: ۵۳، ۶۵ اور ۷۸ مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ بحلب، ۱۹۹۳ء)

2 امام ابن جوزیؒ نے جامع ترمذی کی تیئس (۲۳) یا تیس (۳۰) روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔امام سیوطیؒ نے تعقبات کے آخر میں جامع ترمذی کی (۳۰) احادیث کا ذکر کیا ہے جن کو امام ابن جوزیؒ نے موضوع قرار دیا ہے ۔(تعقبات السیوطی علی موضوعات ابن الجوزی: ۳۶۰) جبکہ صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین: ۱۴۱ اور درس ترمذی ا: ۱۳۸ میں (۲۳) احادیث ذکر کیا گیا ہے۔

3 مقدمہ تحفۃ الاحوذی: ۱۵۲، مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ (مطبع وسن اشاعت نامعلوم

4 مفتی تقی عثمانی، درس ترمذی ا: ۱۳۸، مکتبۃ دار العلوم، کراچی، ۲۰۱۰ء

5 شیخ الحدیث سلیم اللہ خان، محدثین عظام اور ان کی کتابوں کا تعارف: ۱۸۱، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ کراچی، ۲۰۰۵ء

6 کمال الدین المسترشد، تشریحات ترمذی ا: ۴۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲۰۰۹ء

7 رشید احمد گنگوہیؒ، مترجم: ابو طلحہ محمد زکریا مدنی، الکوکب الدرّی ا: ۵۶- ۴۷، مکتبۃ الشیخ کراچی (س۔ن)

8 علامہ محمد یوسف بنوریؒ، معارف السنن ا: ۱۶، مطبوعہ ایچ۔ایم سعید کمپنی کراچی (س۔ن)

9 غلام رسول سعیدی، تذکرۃ المحدثین: ۲۵۴، مطبع وسن اشاعت نامعلوم

10 ضیاء الدین اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ا: ۳۴۶، دار الابلاغ پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۴ء

11 امام سیوطیؒ نے تعقبات کے آخر میں جامع ترمذی کی (۳۰) احادیث کا ذکر کیا ہے جن کو امام ابن جوزیؒ نے موضوع قرار دیا ہے۔(تعقبات السیوطی علی موضوعات ابن الجوزی: ۳۶۰ جبکہ صحاح ستہ اور ان کے مؤلفین: ۱۴۱ اور درس ترمذی ا: ۱۳۸ میں (۲۳) احادیث ذکر کیا گیا ہے۔

12 امام ابن کثیرؒ، مترجم، حافظ زبیر علی زئی، الاختصار فی علوم الحدیث: ۵۵- ۵۶، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور، ۲۰۱۰ء

13 السیوطی، جلال الدین، تدریب الراوی: ۲۴۸، دار طیبہ (س۔ن)

14 امام ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز، سیر اعلام النبلاء، ۱۳: ۲۷۴، دار الحدیث قاہرہ، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء

15 ڈاکٹر ابو سلمان سراج الاسلام حنیف، المجموعہ فی الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ا: ۲، ۱۹۵، ۲۶۳، ۲۴۴۔۔۔۲: ۹۳، ۱۴۳، دار القرآن والسنۃ، ہوسئی، شہباز گڑھی، مردان، ۲۰۱۲ء

16 علامہ زبیر علی زئی، انوار الصحیفۃ فی الاحادیث الضعیفۃ: ۳۰۷، ۳۱۲، مطبع وسن اشاعت نامعلوم

17 ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموعۃ الفتاوی: ۵۰۱ اور ۳۶۳، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء

18 عبد العزیز خلیفہ بن ارحمہ، مترجم: سید فاروق حسن، تحقیق روایت "انا مدینة العلم"، مطبوعہ ادارۃ المشرق، اردو بازار لاہور، ۲۰۱۲ء

19 سعید احمد پالنپوری، رحمۃ اللہ الواسعۃ شرح حجۃ اللہ البالغۃ ا: ۶۳۰، مطبوعہ زمزم پبلشر لاہور، ۲۰۰۵ء

20 دکتور بشار عواد، مقدمہ سنن ترمذی ا: ۳۱، مطبع وسن اشاعت نامعلوم

21 الترمذی، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سنن الترمذی، باب فی دعاء الحفظ ،تعلیق الدکتور بشار عواد:۳۵۷۰، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی — مصر،۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء

22 سنن الترمذی، باب فی دعاءالحفظ:۳۵۷۰

23 امام ذہبیؒ، محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز، الموقظة: ۲۵، حاشیہ از عبد المنعم سلیم، مطبع و سن اشاعت نامعلوم

24 سنن الترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل، حدیث(۱۷۰)

25 جامع ترمذی بتحقیق و شرح علامہ محمد احمد شاکر ا: ۳۲۲

26 ڈاکٹر سعد عبداللہ، مناہج المحدثین: ۸۶، مطبوعہ دار علوم السنة الریاض، ۱۹۹۹ء

27 سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب فی مناقب عثمان رضی اللہ عنہ: ۳۷۰۹

28 ابن جوزی، أبو الفرج عبد الرحمان، کتاب الموضوعات ۲: ۸۴، مطبوعہ اضواء السلف، ریاض، ۱۹۹۷ء

29 سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب فی مناقب عثمان رضی اللہ عنہ: ۳۷۰۹

30 سنن الترمذی، حاشیہ از دکتور بشار عواد معروف ۶: ۷۶

31 البانی، محمد ناصر الدین، ضعیف سنن ترمذی: ۳۷۰۹، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء

32 انوار الصحیفہ فی الاحادیث الضعیفہ: ۳۰۷

33 سنن الترمذی، ابواب المناقب، مناقب علی رضی اللہ عنہ: ۳۷۲۳

34 سنن الترمذی، ابواب المناقب، مناقب علی رضی اللہ عنہ: ۳۷۲۳

35 کتاب الموضوعات ۲: ۱۱۶

36 ترتیب الموضوعات: ۱۹۳

37 مجموعہ الفتاوی: ۳۶۳، ۵۰۱

38 المجموعہ فی الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ا: ۱۹۵

39 تحقیق روایت "انا مدینة العلم"

40 سنن الترمذی، باب من سورة الاعراف: ۳۰۷۷

41 سنن الترمذی، باب من سورة الاعراف: ۳۰۷۷

42 ابن عدیؒ، الکامل ۶: ۸۶- ۸۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت (س-ن)

43 المجموعہ فی الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ۲: ۱۴۳

44 رحمة اللہ الواسعہ شرح حجة اللہ البالغة ا: ۳۳، ۶۳۰، مطبوعہ زمزم پبلشر لاہور (س-ن)

45 سنن الترمذی، ابواب الصلاة، باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل: ۱۷۰

46 تعقبات للسیوطی: ۳۲۸

47 جامع ترمذی، حاشیہ از دکتور بشار عواد معروف ا: ۳۱۳

48 امام ذہبیؒ، أحمد بن محمد بن عثمان بن قائماز، تلخیص کتاب العلل المتناہی: ۱۳۳، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۹۹۸ء

49 المجموعہ فی الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ا: ۵۱

50 نفس مصدر ا: ۲۶۳

51 الکامل لابن عدی ۸: ۴۷۰

52 البانی، محمد ناصر الدین، ارواء الغلیل ا: ۲۸۷، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۹۷۹ء

53 عمرو عبد المنعم سلیم، صون الشرع الحنیف ببیان الموضوع والضعیف ا: ۲۲۷، مطبوعہ الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر القاہرہ، ۲۰۰۲ء

54 سنن الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع (۵۳): ۲۵۰۵

55 الموضوعات لابن جوزیؒ، کتاب معاشرۃ الناس ۳: ۲۷۷

56 ترتیب الموضوعات: ۲۴۶

57 تعقبات للسیوطی: ۲۶۰- ۲۶۱

58 سلسلہ احادیث الضعیفہ والموضوعہ: ا، ۱۷۸، ۳۲۷

59 سنن الترمذی، مقدمۃ از دکتور بشار عواد معروف ا: ۳۱